مواعظِ اختر نمبر ۷۸

حصولِ تقویٰ کے اصول

اور حاملینِ سایۂ عرش



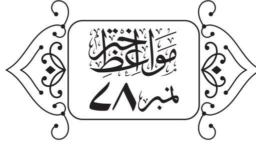


شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ

hazratmeersahib.com



حصولِ تقویٰ کے اُصول

اور

حاملینِ سایۂ عرش

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اِدارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: حصولِ تقویٰ کے اصول اور حاملین سایۂ عرش

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: شب ۲۸ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۷۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء دوشنبہ بعد مغرب؛ اور ۴۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعہ

مقام: مسجدِ اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: محبت الٰہیہ کی شرائط، حصول تقویٰ کے چھ زرّیں اصول، عرش کا سایہ دلانے والے سات اعمال

مرتب: حضرت اقدس سیّد عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصولِ تقویٰ کے اصول اور حاملین سایۂ عرش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللہُ تَعَالٰی

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ

وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ ۔ رَوَاہُ مَالِکٌ

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب الحب فی اللہ و من اللہ، ص۴۲۶)

نیک بندوں کا کسی سے محبت کرنا بہت بڑی نعمت ہے

تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ایک بات عرض کرتا ہوں کہ پرسوں ہفتہ کے روز جامعہ خیر المدارس ملتان سے واپسی پر مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا ساتھ ہوگیا، تو ہماری جو علمی گفتگو ہوئی وہ اس سے اتنا خوش ہوئے کہ مجھ سے فرمایا کہ دارالعلوم کے لئے کم سے کم ایک گھنٹہ آپ ہمیں دے دیں، دارالعلوم کی گاڑی آپ کو لے جائے گی اور واپس پہنچا جائے گی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کسی سے محبت کریں تو یہ بھی اللہ کا کرم ہے، شاعر کہتا ہے ؎

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے
وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے

یعنی اللہ والے، اللہ کے نیک بندے کسی سے محبت کریں تو یہ بہت بڑی نعمت ہے، یہ اس کی مقبولیت کی علامت ہے، محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہرات کے رہنے والے تھے اور جنۃ المعلیٰ مکہ مکرمہ میں مدفون ہیں، فرماتے ہیں کہ

جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں، اس کی علامت میں سے یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں، اسی طرح اگر ساری دنیا کے بندے کسی سے نفرت کریں تو سمجھ لو یہ خطرناک علامت ہے، اس کی شقاوت اور بدبختی کی علامت ہے:

((مِنْ اَمَارَاتِ وِلَايَتِهٖ تَعَالٰى شَانُهٗ اَنْ يَّرْزُقَهٗ مَوَدَّةً فِيْ قُلُوْبِ اَوْلِيَآءِهٖ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب اسماء اللہ تعالیٰ، ج ۵ ص ۱۹۱)

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے تعلق اور محبت کے لئے قبول فرماتے ہیں تو اس کی محبت کو اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، اس لئے اللہ والے اگر محبت کریں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، یہ علامت اچھی ہے۔

تو جس حدیث شریف پر میری ان کی گفتگو ہوئی، پورا نقل کرنے کا تو وقت بھی نہیں ہے مگر وہ حدیث پاک سنائے دیتا ہوں جس پر حق تعالیٰ نے مجھ سے مولانا تقی عثمانی صاحب کے سامنے کچھ بیان کروایا اور مولانا اس سے بہت محظوظ ہوئے۔ ان کا علم اور فضل ماشاء اللہ بہت زیادہ ہے لیکن بزرگوں کی صحبت کی برکت سے بعض وقت میں اللہ تعالیٰ ایسی باتیں بیان کروا دیتے ہیں۔

ہمارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک بزبانِ نبوت جس کا نام حدیثِ قدسی ہے، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت ان لوگوں کو دینا میرے ذمہ واجب ہو جاتی ہے جو چار عمل کر لیں، کیسا پیارا اندازِ بیان ہے! یہ کس کا ارشاد ہو رہا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اعلان ہو رہا ہے کہ میرے ذمہ ان لوگوں کو اپنی محبت دینا واجب ہو جاتا ہے۔ کیوں بھئی! آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت پانا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی اللہ کی محبت

حاصل نہیں کرنا چاہتا تو وہ مردہ ہے اور مردار پرست بھی ہے، معلوم ہوتا ہے یہ اپنا دل کہیں دوسری جگہ دے بیٹھا ہے۔ اگر کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی طلب نہ ہو تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ دل بہت منحوس، نامبارک اور کسی مردار کے عشق میں مبتلا ہے کیونکہ جب غیر اللہ میں دل پھنستا ہے تو وہ دل حق تعالیٰ کے قابل ہی نہیں رہتا۔ اسی لئے ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت مزہ لے کر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

حسرتیں پامال ہوں یا آرزوئیں خون ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

کیا شعر ہے! سبحان اللہ! کیا مطلب؟ نفس دشمن ہے:

((اِنَّ اَعْدٰی عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ۔ رواہ البیہقی والدیلمی))

(مرقاۃ المفاتیح: کتاب الامارۃ والقضاء، ج۷ص۲۴۸) (کنز العمال: رقم الحدیث ۱۱۲۶۳)

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگو! اے میری امت والو! تمہارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے تو آپ یہ بتایئے کہ دشمن کسی چیز کی تمنا کرے تو آپ کا دل کیا چاہتا ہے کہ خدا کرے اس کی تمنا پوری نہ ہو۔

نفس کسے کہتے ہیں؟

اب نفس تو مرنڈا پینے کو بھی چاہتا ہے، انڈا کھانے کو بھی چاہتا ہے تو نفس پھر کیا ہے؟ حلال تمنائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے ان کو نفس کہنا ناجائز ہے۔ نفس کی تعریف بزبان حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے کہ نفس، جس کی بات ماننا حرام ہے وہ جب ہے کہ نفس ایسی چیز کی خواہش کرے جس سے خدائے تعالیٰ ناراض ہو؛ مرغوباتِ طبعیہ غیرِ شرعیہ۔ طبیعت کی وہ خواہشات جن کی شریعت اجازت نہیں دیتی، جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اور اگر کبھی نفس میں بری خواہش آنے لگے

تو نفس کو میرا ایک شعر سنا دو ۔

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

نفس سے کہہ دو کہ اے نفس! میں ہرگز تیری بات مان کر اپنے رب کو ناراض نہیں کروں گا، وہ بندہ بہت ہی بے غیرت اور نالائق ہے جو اپنے محسن اور پالنے والے کو ناراض کر کے چوری چھپے حرام لذت درآمد کرتا ہے۔

یاد رکھئے! ایسے لوگوں کے قلب کو چین اور سکون نہیں ملتا اور عقل پر عذاب بھی آ جاتا ہے، ایسی بدیہی بدیہی کھلی غلطیاں اس سے ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تقویٰ سے رہو تاکہ عقل میں روشنی رہے خصوصاً جو لوگ اللہ والوں یا اللہ والوں کے غلاموں کے ساتھ رہتے ہیں اگر وہ اپنی سلامتی چاہتے ہیں اور حفاظتِ دائمی چاہتے ہیں تو گناہوں کی عادتوں سے توبہ کر لیں ورنہ کسی وقت بھی ایسے اسباب پیدا ہوں گے کہ وہ حیران رہ جائیں گے اور دودھ سے جیسے مکھی نکالی جاتی ہے اس طرح سے حق تعالیٰ انہیں نیک ماحول سے نکال دیں گے کیونکہ شیخ سے تو چھپا سکتے ہو، پیر اور مرشد سے تو چھپا سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ سے کہاں چھپاؤ گے؟ جو بے شمار آنکھوں سے ہمیں دیکھ رہا ہے، میرا ہی شعر ہے ۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

مومن کا دل اللہ کا گھر ہوتا ہے

میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ جب نظر کی خرابی شروع ہو اور نظر غلط جگہ جانے لگے تو اتنا تو سوچ لو کہ میری نظر پر بھی کسی کی نظر ہے، اس پر بھی میرا ایک شعر ہے ۔

میری نظر پہ ان کی نظر پاسباں رہی
افسوس اس احساس سے کیوں بے خبر تھے ہم

جب ہماری نظر اِدھر اُدھر جاتی ہے تو حق تعالیٰ کی نظر ہماری نگہبانی اور پاسبانی کررہی ہوتی ہے کہ یہ کم بخت کہاں نظر ڈالتا ہے، اس وقت ایک مومن کو کیوں اللہ تعالیٰ یاد نہیں آتا؟ آہ! کیوں اس وقت یہ خیال نہیں آتا، میں کس طرح اپنے دل کو آپ کے قلب میں ڈال دوں؟ اگر میرا بس چلتا تو یہ فقیر اپنے دل کو آپ کے دل میں ڈال دیتا۔ خانقاہوں میں، بزرگوں کے ساتھ زمانہ گزر جائے اور گناہ چھوڑنے کی توفیق نہ ہو، معلوم ہوا یہ شخص مخلص نہیں ہے، چور ہے، یہ چاہتا ہے کہ رام بھی رہے اور خدا بھی رہے، مندر اور بت خانہ بھی اس کے قبضہ میں رہے اور ساتھ ساتھ کعبہ اور بیت اللہ بھی قبضہ میں رہے، یہ شخص ظالم ہے۔

جب تک لا الٰہ اس کا صحیح نہیں ہوگا الا اللہ سے محروم رہے گا، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نکالو یادِ حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

مومن کا دل اللہ کا گھر ہوتا ہے، بتوں کے عشق کی جگہ نہیں ہے، یہ مندر نہیں ہے۔ جس کے گھر پر ناجائز قبضہ ہوجاتا ہے وہ بے چین رہتا ہے یا نہیں؟ تو جس کے دل پر ناجائز قبضہ حسینوں کا ہوجاتا ہے اس کا دل بھی عذاب میں مبتلا رہتا ہے، اس لئے میں نہایت عاجزانہ، دردمندانہ اور درد بھرے دل سے کہتا ہوں کہ جب نظر اِدھر اُدھر اٹھے تو سوچو آسمان سے میری اس نظر پر کسی کی نظر ہے اور بہت بڑے مالک صاحبِ قدرت کی نظر پاسبانی کررہی ہے، کب تک یہ نسبت مع اللہ کا حضور نصیب نہیں ہوگا؟ کب تک یہ احساس نہیں ہوگا کہ میری نظر پر اللہ تعالیٰ کی نظر محاسِب اور محتسب ہے، ان لعنتی کاموں میں اگر موت آگئی تو کیا موت کے بعد اللہ والے بنوگے؟ ارے موت کے بعد تو گناہ خود چھوٹ جائیں گے لیکن اس وقت

کوئی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ موت کے بعد مردہ مجبور ہوتا ہے، ثواب جب ہے کہ اختیار ہوتے ہوئے، جیتے جی گناہ چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو کہ اے مالک! آپ میرے خالق ہیں میں آپ کا غلام ہوں، بندہ کی شرافت یہی ہے کہ میں آپ کو راضی اور خوش کرلوں اور گناہ چھوڑنے کا غم برداشت کرلوں۔

جس نے گناہ چھوڑنے کا غم اٹھایا اس کو خدا یقیناً یقیناً یقیناً ملا ہے اور اگر گناہوں سے نہیں بچتا تو دینی ترقی رک جاتی ہے، یاد رکھو اس کو! میرے مرشد اول شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو لا الٰہ الا اللہ کرتا ہے، اللہ اللہ کرتا ہے، تلاوت کرتا ہے، اس کا درخت ایمان کا تیزی سے ہرا بھرا ہونے لگتا ہے لیکن جو گناہِ کبیرہ کرلیتا ہے، بدنظری کرلیتا ہے، کسی عورت کو یا کسی لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیتا ہے، یا کوئی بھی گناہِ کبیرہ مثلاً غیبت ہے یا حسد ہے، جتنے بھی گناہ ہیں خاص طور پر کوئی شہوت کا گناہ کرلیتا ہے تو گویا کہ اس نے اس درخت میں آگ لگا دی۔ آپ بتاؤ، ہرا بھرا درخت ہو اس کے پاس آگ لگا دو، دوبارہ جلدی ہرا ہوگا؟ سال بھر بھی کھاد پانی دو تو وہ بات پیدا نہیں ہوتی۔

ایمان کی بہار تقویٰ سے ہے

حقیقت یہی ہے کہ ایمان کی بہار تقویٰ سے ہے، اللہ کے تعلق کا کیف تقویٰ سے ہے۔ نفس کی بات نہیں مانو، یہ دشمن ہے، دشمن کو دشمن سمجھو، اگر یہ غمگین ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اس غم میں اللہ ملتا ہے، کیسے؟ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو خزانہ آبادی میں نہیں دفن ہوتا، ویرانہ میں دفن ہوتا ہے۔

گنج در ویرانی است اے میرِ من
قصر چیزے نیست ویراں کن بدن

جب تم قلب کی خواہشات کو ویران کردو گے تو اس قلب کی ویرانی میں اللہ تعالیٰ

اپنے قرب کا خزانہ رکھ دے گا، شاعر کہتا ہے، عجیب وغریب شعر ہے ؎

عشق کی ویرانیوں کو رائیگاں سمجھے تھے ہم
بستیاں نکلیں جنہیں ویرانیاں سمجھے تھے ہم

یعنی اللہ کی محبت میں ہم نے جو بری بری خواہشات کو ویران کر دیا تو بعض بے وقوف لوگ سمجھتے ہیں کہ ہماری دنیا تو اُجڑ گئی کیونکہ ہم گناہ کا مزہ نہیں لے رہے ہیں لیکن شاعر کہتا ہے یہ ویرانیاں ہی دراصل آبادیاں ہیں ؎

صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ استادِ جگر فرماتے ہیں ؎

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنے دل کو ویران کر دو ان شاء اللہ تعالیٰ اس غمِ ویراں کو اللہ ایسی آبادی دے گا کہ سلاطین کو تصور بھی نہیں ہوسکتا، دنیائے رومانٹک اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی کہ اللہ کے نام میں کیسی غیر فانی مٹھاس ہے۔ گنہگار کا گناہوں کا حرام مزہ تو کبھی کبھار ہے اور اللہ والے سدا بہار مزے میں رہتے ہیں، ہمت سے کام لو، یہ راستہ ہمت کا ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تین اصولِ تقویٰ۔ خود ہمت کرنا

اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ گناہ چھوڑنے اور نیک اعمال کرنے کی ہمت کی توفیق کا نسخہ خوب یاد کرلو۔ نیک اعمال کرنے کے لئے اور گناہ چھوڑنے کے لئے تین اعمال سن لیجیے اور میں اس میں تین کا اضافہ کر کے چھ نمبر پیش کرتا ہوں، یعنی اعمالِ ستّہ، چھ نمبر تبلیغ میں بھی ہیں اگر اس پر عمل کرلیں تو یقین سے کہتا ہوں کہ سو فیصد سب کے سب ولی اللہ ہوجائیں گے، ان کو نمبر وار یاد کر لیجیے۔

نمبرایک: خود گناہ چھوڑنے کی ہمت کیجیے، اگر ہمت نہیں کریں گے تو گناہ آپ کو پٹخ دے گا، شیطان آپ کے سینے پر بیٹھ جائے گا۔ بتاؤ اگر کوئی غنڈہ چھرا لہراتا ہوا کہے کہ حسینوں کو مت دیکھو تو پھر حسین یاد آتے ہیں؟ آہ! اس وقت تو جان بچا کر بھاگتے ہو، خنجر سے جتنا ڈرتے ہو، کینسر سے ہم جتنا ڈرتے ہیں، گردے کی پتھری سے جتنا ڈرتے ہیں اس سے زیادہ ڈر ہمیں اللہ کی نافرمانی سے ہونا چاہیے۔ جب کوئی حسین سامنے آئے تو راستہ بدل دو، وہ غنڈہ اگر دشمنِ جان ہے تو یہ حسین دشمنِ ایمان ہیں۔

تو سب سے پہلا کام یہ ہے کہ جیسے ہم اپنی جان بچانے کے لیے احتیاط کرتے ہیں ایسے ہی ایمان بچانے کے لیے بے پردہ عورتوں کو دیکھنے سے احتیاط کریں۔ بزرگوں نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ برقعے والی عورتوں کو پیچھے سے بھی مت دیکھو کیونکہ آج سے چھ سات سو برس پہلے سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں چادر میں لپٹی ہوئی ایک عورت شہر شیراز میں جارہی تھی، ایک نوجوان اس کے قد و قامت سے دھوکہ کھا گیا اور پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس نے سوچا کہ اس کی قامت ہے یا قیامت ہے، اس پر میرا شعر ہے ؎

اس کی قامت ہے یا قیامت ہے
اس کو دیکھے گا جس کی شامت ہے

تو وہ نوجوان کئی میل تک اس کے پیچھے یہ سمجھ کر چلا کہ اس عورت کی قد و قامت تو بہت عمدہ ہے، اندر نجانے کیا کچھ ہو؟ اتفاق سے اس عورت کو پیاس لگی اور اس نے جو چادر ہٹا کر پانی پیا تو سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ ؎

اے بسا خوش قامت کہ زیرِ چادر باشد
چوں باز کنی مادرِ مادر باشد

چادر کے اندر چھپی ہوئی بہت اچھی قد و قامت کی جب چادر ہٹی تو وہ اماں کی بھی اماں نکلی، منہ میں دانت نہیں تھے، گال آدھے آدھے انچ اندر گھسے ہوئے تھے،

چہرہ پر جھریاں تھیں۔ تو سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ دوستو! عورتوں کے لباس کے اوپر بھی نظر مت ڈالو، شیطان قدو قامت کی وجہ سے اس سے بھی فتنہ میں ڈال دے گا، حدیث شریف میں ہے کہ:

((اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطٰنٍ وَّ تُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطٰنٍ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیة)، ج ۵ ص ۱۲۹؛ رقم الحدیث ۱۳۰۵۲)

جب کوئی عورت آ رہی ہو تو اس کو سامنے سے مت دیکھو کہ اس کے آگے بھی شیطان ہے اور جب جا رہی ہو تو اس کو پیچھے سے بھی مت دیکھو کہ اس کے پیچھے بھی شیطان ہے، اس لیے ان سے نظر کی حفاظت فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہمت کی دعا کرنا

نمبر دو۔ دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر گڑ گڑا کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے الحاح کے ساتھ ہمت کی درخواست کیجئے۔ ایسا روییٔے کہ آسمان کے فرشتوں پر بھی گریہ طاری ہو جائے، اپنے آہ و نالوں سے آسمانوں کو ہلا دیجئے۔ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

چوں بگریم خلقہا گریاں شود
چوں بنالم چرخہا نالاں شود

اے دنیا والو! جب جلال الدین رومی اللہ کی محبت میں روتا ہے تو ساری مخلوق میرے ساتھ روتی ہے اور جب میں آہ و نالہ کرتا ہوں تو آسمان میرے ساتھ آہ و نالہ کرتا ہے ؂

عرش لرزد از انین المذنبین

جب کوئی گنہگار اخلاص کے ساتھ روتا ہے تو اس کی آہ و زاری سے اللہ کا عرش ہل جاتا ہے۔ تو الحاح کے ساتھ اللہ سے درخواست کیجئے، یہ نہیں کہ اوپر زبان سے تو درخواست کر رہے ہیں اور دل میں وہی بدمعاشیاں ہیں، ایسی بے غیرتی سے نہیں،

دل وجان سے دعا کریں۔ جتنا درد گردہ کے لئے، جتنا کینسر اور پتھری کے لیے روروکر آپ دعائیں مانگتے ہیں اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لیے اتنا ہی روکر اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اے خدا! آپ کے غضب اور آپ کے قہر کے اعمال سے میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں ایک لمحہ بھی آپ کی ناراضگی میں گذارنا حرام سمجھتا ہوں، اسے غیرتِ شرافت کے خلاف سمجھتا ہوں، شرافتِ بندگی کے خلاف سمجھتا ہوں کہ آپ کی کھا کر اس طاقت کو آپ کے خلاف استعمال کروں۔ اور اگر صلوۃ الحاجت کا موقع نہیں ہے تو فرض نمازوں کے بعد ہی مانگ لیا کرو۔

اہل اللہ سے دعا کروانا۔ نصوح کی توبہ

نمبر تین۔ خاصانِ خدا، مقبول بارگاہ الٰہی، اللہ والوں سے ہمت کی دعا کروایئے خاص کر اپنے شیخ اور مرشد سے کیونکہ ایک شخص تھا، جو بادشاہ کی عورتوں میں مرد اور جوان ہوتے ہوئے ہیجڑا بنا ہوا تھا، بیگمات کی خدمت میں نوکری کی ہوئی تھی، وہ عورتوں کی مالش کرنے کی تنخواہ پاتا تھا، یہ کہہ کر ملازم بھرتی ہوا کہ میں بھی عورت ہوں، خادمہ ہوں لیکن اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا تھا۔ ایک دن وہ جنگل میں جا کر بہت رویا کہ اے خدا! قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا؟ یہ خبیث عادت مجھ سے کب چھوٹے گی؟ یہ لعنتی کام مجھ سے کب چھوٹیں گے؟ اور رویا، بہت رویا۔ اس کے رونے کو اور آہ وزاری کو اللہ نے قبول فرمالیا۔ اللہ نے ایک ولی اللہ سفید لباس میں اُدھر بھیجا، پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ بولا حضرت! ایک گناہ کا ناسور، ایک کینسر ہے جو مجھ سے چھوٹ نہیں رہا۔

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ ظالم لگی ہوئی

یہ بری عادت مجھ سے نہیں چھوٹ رہی ہے، میں اسے چھوڑنا چاہتا ہوں مگر پھر نفس وشیطان مجھے دبوچ لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا وضو کر، دو رکعت توبہ پڑھ، میں بھی وضو کر کے دو رکعت پڑھتا ہوں اور میرے ساتھ دعا مانگ، انہوں نے

کس دردِ دل سے دعا مانگی کہ قبول ہوگئی۔ اب سنئے کہ اس کی ہدایت کے سامان کیسے شروع ہوگئے ؎

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب اس کی ہدایت کا عالمِ غیب سے سامان ہورہا ہے، اللہ کے اس ولی کی دعا قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کی ہدایت کا یہ سامان فرمایا کہ بادشاہ کی ایک بیگم کا دس لاکھ کا ہار گم ہوگیا، اب ہر جگہ تلاشی شروع ہوگئی، جتنی خادمات تھیں، جتنی نوکرنیاں تھیں سب کی تلاشی شروع ہوگئی جبکہ یہ نوکرنی تو تھی نہیں نوکر تھا، خادم تھا۔ اب اس نے سوچا کہ قطار لگا کر سب کی تلاشی ہورہی ہے، اب میری بھی باری آئے گی اور مجھے ننگا کیا جائے گا تو ساری بیگمات بادشاہ سے کہیں گی کہ اس کمبخت نے تو ہمیں بے عزت کردیا، یہ خادمہ نہیں خادم ہے، یہ تصور کرکے اس کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا، وہ رونے لگا اور اللہ تعالیٰ سے چپکے چپکے دعا کرنے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ بس اب تین چار لڑکیاں رہ گئیں اور اب میری باری آنے والی ہے تو خوفِ خدا سے اور قتل کے خوف سے اور بادشاہ کی سزا سے کہ یہ مجھے کتوں اور بھیڑیوں کے آگے ڈال دے گا، زمین میں گاڑ کر کتے چھوڑ دے گا، ایسی بری موت مارے گا، تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا ؎

اے خدائے باعطا و باوفا
رحم کن بر عمرِ رفتہ در جفا

اے خدا تو باعطا ہے باوفا ہے، میں نے بے وفائی کی ہے، نالائقی کی ہے، میں نالائق ہوں اور نالائقوں سے نالائقی ہی ہوتی ہے، آپ لائق ہیں، آپ کریم ہیں، آپ اپنا کرم کردیجئے کہ آپ باعطا اور باوفا ہیں۔ گناہ میں میری جو زندگی گذری ہے اس پر رحم کردیجئے ؎

گر مرا ایں بار ستاری کنی
توبہ کردم من زِ ہر ناکردنی

اگر آج تو میری پردہ پوشی کرلے تو میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں کہ کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا، بس آج میری عزت رکھ لیجیے۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِّ من پیدا مکن

اے خدا اس بندے کو رسوا نہ کرنا۔ یہ وہ شعر ہے جس کو سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ساری رات کعبہ شریف میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی۔ اے خدا اس بندے کو رسوا نہ کرنا، میں نے نالائقی تو کی ہے لیکن آپ آج میرا بھید چھپا لیجیے، مجھے ننگا نہ ہونے دیجئے، اس کا ہار جلدی سے ملوا دیجئے تاکہ میری باری نہ آنے پائے، قبل اس کے کہ میرا راز فاش ہو اور مجھے قتل کی سزا دی جائے آپ میری عزت رکھ لیجیے، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں، آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا، میری پردہ پوشی فرما لیجیے۔ پھر اس نے کہا۔

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

آپ بڑی عظمت والے ہیں، میں نے مانا کہ میرے گناہ بھی بڑے ہیں لیکن آپ ہمارے گناہوں سے بہت بڑے ہیں، اگر بیت اللہ میں بھی ہم سے ایسا گناہ ہوتا تو بھی آپ معاف کرنے پر قادر ہیں، آپ کبھی اپنے گنہگاروں سے یہ نہیں کہیں گے کہ تمہیں معاف کرتے کرتے ہم تھک گئے اور یہ گناہ اتنا عظیم ہے کہ میری عظمت سے بڑھ گیا اس لیے اب ہم معاف نہیں کریں گے۔ تو اے اللہ! گناہ کرتے کرتے ہم تھک سکتے ہیں، مگر آپ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتے لہٰذا آج میری پردہ پوشی کرلیجیے۔

اللہ کی شان! اتنا کہنا تھا کہ بے ہوش ہو گیا، اتنا رویا کہ بے ہوش ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی، جب بے ہوش ہو گیا تو بے ہوشی کی حالت میں اللہ نے اس کو دوزخ اور جنت دکھادی اور ابھی تین چار لڑکیاں باقی تھیں کہ ہار مل گیا۔ جب دس لاکھ کا ہار مل گیا تو بیگمات فوراً اس نوجوان کی طرف دوڑیں، اسے پنکھے سے ہوا کی، عرقِ گلاب چھڑکا اور جب وہ ہوش میں آیا تو سب نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضوراں! یعنی اے میری خادمہ! تمہاری خدمت اور مالش سے ہم کو بڑا مزہ آتا تھا کیونکہ تم بڑی محنت اور طاقت سے ہماری مالش کرتی تھی لہٰذا اب تم ہم سے ناراض مت ہونا، ہمیں معاف کر دو، خبردار! برا نہ ماننا۔ اس نے کہا کہ اب میں تمہاری خدمت کے قابل نہیں رہی کیونکہ اگر یہ کہہ دیتا کہ تمہاری خدمت کے قابل نہیں رہا تو گرفتار ہو جاتا۔ سب نے کہا کیوں؟ تو اس نے کہا کہ مجھ پر ابھی جو بے ہوشی طاری ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ و جنت دکھادی لہٰذا اب میں تم لوگوں کی خدمت سے معافی چاہتی ہوں، اب میں جا رہی ہوں، اب میں اُسی ولی اللہ کو تلاش کروں گی جس کی دعا سے میرا یہ حال ہوا ہے لہٰذا اس نے اللہ والے کو تلاش کیا اور راہِ سلوک طے کیا اور بہت بڑے ولی اللہ ہوئے اور ان کا نام نصوح رکھ دیا گیا۔

شاعر جگر مرادآبادی کی توبہ کا واقعہ

اللہ والوں سے ہمت کی دعا کرانے کا ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ جگر صاحب کتنا پیتے تھے؟ آج آپ لوگ سن لیجیے۔ جگر صاحب اتنا پیتے تھے کہ مشاعرہ میں دو آدمی ان کو سہارا دے کر لاتے تھے، خود چل کر نہیں آسکتے تھے، اس قدر خوگرِ شراب تھے، یہاں تک کہ اپنے دیوان میں انہوں نے لکھا ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

آہ! جس کے دن اچھے ہونے والے ہوتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ اپنا پیار دینا چاہتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کے لیے راہیں پیدا کرتے ہیں۔ جس کو ہدایت ہونی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حال کیا ہوتا ہے؟ سن لیجیے ؎

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

ہمارے میر صاحب نے جگر صاحب کو دیکھا ہے کہ ان کو مشاعرہ میں آخر میں لایا جاتا تھا اور دو آدمی ان کو پکڑے ہوئے ہوتے تھے لیکن پھر ان کی ہدایت کا وقت آ گیا اور وہ تھانہ بھون پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے چار باتوں کے لیے دعا کروائی کہ شراب چھوڑ دوں، داڑھی رکھ لوں، حج کر آؤں اور خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ اس اللہ کے پیارے کے ہاتھ اُٹھ گئے، اللہ کے پیاروں کا جب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھ جاتا ہے تو کچھ اور ہی معاملہ ہوتا ہے ؎

مے دافع آلام ہے تریاق ہے لیکن
کچھ اور ہی ہو جاتی ہے ساقی کی نظر سے

اللہ والوں کے ہاتھ اُٹھنے سے دعاؤں کا کچھ اور ہی رنگ ہو جاتا ہے لہٰذا جگر صاحب واپس آئے اور شراب چھوڑ دی۔ جب شراب چھوڑی تو ڈاکٹروں نے کہا جگر صاحب! اگر آپ نے اچانک شراب چھوڑ دی تو آپ مر جائیں گے، شراب آپ کے لیے آبِ حیات ہے۔ جگر صاحب نے کہا کہ خدا کے غضب کے سائے میں جینے سے بہتر ہے کہ میں ابھی مر جاؤں، کم از کم شراب کے چھوڑنے کی وجہ سے خدا کی رحمت کے سائے میں تو جاؤں گا، مجھے وہ موت عزیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں آئے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اگر نظر کی حفاظت کرنے میں اور حسینوں سے دستبردار ہونے میں کسی کو موت بھی آ جائے تو اس موت کو لبیک کہو۔

آہ! کاش ہمارے سینوں میں اللہ تعالیٰ یہ درد عطا فرمادیں کہ ہم گناہ چھوڑنے میں اپنی جان کی بازی لگادیں، حسینوں پر نظر نہ ڈالیں چاہے جان نکل جائے، آخر مومن کس لیے پیدا ہوا ہے؟ بتاؤ! مومن جان بچانے کے لیے پیدا ہوا ہے یا جان دینے کے لیے؟ اگر جان بچانا مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ جہاد کیوں فرض فرماتے؟ بتاؤ! بھئی اگر جان بچانے کے لیے اللہ ہمیں دنیا میں بھیجتا تو کیا جہاد فرض ہوتا؟ جہاد میں لڈو ملتے ہیں یا جانیں جاتی ہیں اور خون بہتا ہے؟

تو جگر صاحب کی اس بات کو سن کر ڈاکٹر خاموش ہوگئے کہ اب ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ بس جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سب بیماری ختم ہوگئی اور خوب اچھے ہوگئے۔ جو اللہ تعالیٰ پر فدا ہوتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اسے ایسے ہی چھوڑ دیں گے؟ کیا اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ فرمائیں گے؟ آپ گناہ چھوڑ کر تو دیکھیں، اللہ تعالیٰ اس کا کیا بدل دیتا ہے؟ ایک اللہ کہنے میں ان شاء اللہ جنت کا سارا مزہ آجائے گا۔ اس کے بعد جگر صاحب حج کر آئے اور داڑھی بھی رکھ لی۔ پہلے زمانہ میں بمبئی سے حج کے لیے جانا ہوتا تھا، جب واپس آئے اور بمبئی میں اپنی داڑھی آئینے میں دیکھی تو ایک شعر کہا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

یعنی اپنی داڑھی کو دیکھ کر خود تماشا بن گئے اور یہ شعر اپنے ہی لیے کہہ رہے ہیں، آہ! کیا پیارا شعر کہا۔ پھر میرٹھ میں جب تانگے پر جا رہے تھے تو تانگے والا اسی شعر کو پڑھ کے مزہ لے رہا تھا، اس نے پہچانا نہیں کہ جگر آج اس کے تانگے پر بیٹھا ہوا ہے۔ جگر صاحب رونے لگے کہ آہ! اللہ تعالیٰ یہ تیرا کرم ہے کہ میرا شعر آج اس طرح مقبول ہو رہا ہے کہ بمبئی میں کہا گیا شعر میرٹھ تک پہنچ گیا۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''نالۂ غمناک'' ہے، بڑا ہی

دردناک ہے، شاید ہی کوئی سنگ دل ہو جو اس کو پڑھ کر رونہ پڑے۔ تو ایک آدمی اسے پڑھتا جارہا تھا اور روتا جارہا تھا کہ ہائے یہ کیسا شاعر ہے؟ کیسا درد بھرا دل رکھتا ہے؟ اس نے اللہ کی محبت میں اپنے اشعار میں کیا درد بھر دیا ہے؟ دہلی میں حاجی صاحب اس کے ساتھ ساتھ جارہے تھے، تو حاجی صاحب نے اس کے کان میں کہا کہ ارے اتنی کیا تعریف کررہا ہے، اس میں کیا رکھا ہے؟ حاجی صاحب اس سے مذاق کررہے تھے کہ ارے اتنی کیا تعریف کررہا ہے، اس میں کون سا درد بھرا ہوا ہے؟ تو وہ کیا کہتا ہے کہ ارے تو کیا جانے ؎

لذتِ درد کو بے درد کیا جانے

تو حاجی صاحب نے اس کی اِس بات سے خوب مزہ لیا اور بہت خوش ہوئے کہ میری ہی کتاب پڑھنے والے آج مجھ سے ایسی بات کررہے ہیں۔

تو یہ تین عمل تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے ہیں یعنی خود ہمت کرے، اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کرے اور اللہ والوں سے ہمت کی دعا کروائے، اور تین عمل اس خادمِ حکیم الامت نے بڑھائے ہیں۔

حضرت والا دامت برکاتہم کے تین اصولِ تقویٰ

نمبر ایک: ذکر اللہ کرنا۔ اللہ والوں سے پوچھ کر تھوڑا سا اللہ کا نام لے لیا کرو کیونکہ ان کے نام سے دل میں اُجالے آئیں گے تو اندھیروں سے خود دل گھبرانے لگے گا۔ جس گھر میں بجلی ہوتی ہے تو اگر اس گھر کا فیوز اُڑ جائے اور اندھیرا ہو جائے تو گھبراہٹ ہوتی ہے، تو تھوڑا سا اللہ کا نام لینا شروع کر دیجئے۔

نمبر دو: اہل اللہ کی صحبت میں آنا جانا رکھو۔ دیسی آم لنگڑے آم کی صحبت سے لنگڑا آم بن جاتا ہے تو ہمارا دیسی دل بھی اللہ والوں کے دل سے قریب رہتے رہتے ایک دن ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والا دل بن جائے گا۔

نمبر تین: گناہوں کے اسباب سے دوری اختیار کرے۔ گناہوں کے قریب رہنے سے وہ زہر آہستہ آہستہ روح میں داخل ہوگا جس سے روحانیت میں کمزوری آجائے گی پھر ہمت پست ہوجائے گی، پھر نظر بھی خراب ہوجائے گی یہاں تک کے حسینوں کی گود میں بیٹھنے لگو گے یا اپنی گود میں ان کو بٹھانے کے وسوسے شروع ہوجائیں گے۔ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب بنتا ہے، تھوڑی دیر کسی حسین یا اَمرد سے گپ شپ لڑالے تو سارا دل ستیاناس ہوجائے گا، اَمرد سے مراد وہ لڑکے ہیں جو پندرہ سولہ سال کے ہوچکے ہوں اور جن کے داڑھی مونچھ نہ آئی ہو تو ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی طرف نظر ڈالنے سے احتیاط کرو کیونکہ شیطان کبھی لڑکیوں سے زیادہ لڑکوں کے فتنے میں مبتلا کردیتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا واقعہ

قرآن شریف میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتی تھی۔ ان پر عذاب کے تین فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں آئے، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حسین لڑکوں کی شکل میں بھیجا، وہ تین فرشتے حضرت جبرئیل، حضرت میکائل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام تھے۔ تو حضرت لوط علیہ السلام کی ساری قوم والے دوڑے کہ بس آج تو کیا ہی کہنا:

﴿وَجَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ۝﴾

(سورۃالحجر: آیۃ ٦٧)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرمارہے ہیں کہ شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے دوڑے کہ آہا! خوبصورت اور حسین لڑکے آئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو اپنی پناہ میں رکھے اور ہر انسان کو اس خبیث فعل سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا ہے:

﴿كَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰٓئِثَ ؕ﴾

(سورۃالانبیآء: آیۃ ٧٤)

قومِ لوط خبیث عمل کیا کرتی تھی۔تو جب یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر تشریف لائے تو حضرت لوط علیہ السلام نے گھر کا دروازہ بند کرلیا کہ کہیں میرے مہمانوں کو میری قوم رسوانہ کردے لیکن وہ مکان کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کانپنے لگے کہ آہ! ہمارا کوئی مددگار نہیں، آج ہمارے مہمانوں کو یہ کمبخت رسوا کریں گے۔

تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ خوف نہ کریں، آپ بالکل نہ ڈریں، ہم فرشتے ہیں، ہم ان کے دماغ درست کردیں گے، پھر انہوں نے اپنے پَر کو ایسے گھمایا کہ سارے اندھے ہو گئے، جب اچانک اندھے ہو گئے تو وہاں سے بھاگنے لگے۔اس قوم کی اس بری عادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝﴾

(سورۃ الحجر: آیۃ ۷۲)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی مبارک زندگی کی قسم! یہ قوم اپنی شہوت اور خبیث عادت کے نشہ میں پاگل ہورہی تھی۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کی قسم کیوں کھائی؟ اس میں راز یہ ہے کہ اے مکہ کے کافرو! جیسے تم تکبر کے نشہ میں ہو اور میرے نبی کے چراغ کو بجھانے کے لیے مشورے کررہے ہو، یادرکھو کہ قومِ لوط میں بھی نشہ تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں شہوت اور بری خواہش کا نشہ تھا اور تمہارے اندر کبر اور تکبر کا نشہ ہے۔لیکن ہم نے ان کے نشہ کا جو حال کیا وہی تمہارا بھی کردیں گے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم کھائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کی زندگی کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے، یہ کافر آپ کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ یہ خود دفن ہو جائیں گے، آپ کا آفتابِ نبوت قیامت تک

روشن رہے گا۔ صبح سویرے جب سورج نکل رہا تھا کہ اللہ کا عذاب آ گیا:

﴿فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ ۝﴾

(سورۃ الحجر: آیۃ ۷۳)

جبرئیل علیہ السلام نے قومِ لوط کی پوری زمین جس میں چھ شہر تھے اور ہر شہر میں ایک ایک لاکھ کی آبادی تھی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوری چھ لاکھ کی بستی کو ایک بازو سے اٹھایا جبکہ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں:

((اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَاٰی جِبۡرِیۡلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ کتاب تفسیر القرآن؛ ج۲ ص۷۲۰)

ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت دی ہے کہ ایک بازو کو زمین میں گھسایا اور زمین کو اٹھا کر آسمان کے قریب تک لے گئے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اتنا قریب لے گئے کہ آسمان کے فرشتوں نے اس بستی کے مرغوں، گدھوں اور کتوں تک کی آواز سنی:

((لَمَّا اَصۡبَحَ قَوۡمُ لُوۡطٍ نَزَلَ جِبۡرِیۡلُ فَاقۡتَلَعَ الۡاَرۡضَ مِنۡ سَبۡعِ اَرۡضِیۡنَ فَحَمَلَهَا حَتّٰی بَلَغَ بِهَا السَّمَآءَ حَتّٰی سَمِعَ اَهۡلُ السَّمَآءِ نُبَاحَ کِلَابِهِمۡ وَاَصۡوَاتَ دُیُوۡکِهِمۡ))

(تفسیر ابن کثیر: (مکتبہ رشیدیہ)؛ ج ۳ ص ۵۴۹)

تو آسمان کے اتنا قریب لے جا کر وہاں سے الٹ دیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے زمین کا اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے والا حصہ اوپر کر دیا:

﴿فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾

(سورۃ الحجر: آیۃ ۷۴)

اور پھر دیکھیں! جہاز گرتا ہے تو مسافروں کی ہڈی پسلی نہیں بچتی، لیکن اس کے باوجود کہ خدائے تعالیٰ کو یقین تھا کہ اتنے اوپر سے گرنے کے بعد یہ سب ہلاک ہو گئے ہیں پھر بھی:

﴿وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ۝﴾

(سورۃالحجر :آیۃ ۷۴)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ان پر پتھر بھی برسائے اور ہر پتھر پر ان کا نام بھی لکھا ہوا تھا:

﴿مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ۝﴾

(سورۃالذٰریٰت :آیۃ ۳۴)

یعنی پتھروں کے جو وارنٹ آئے تھے ان پر ان مجرموں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ ہر پتھر اپنے اپنے مسمّٰی کو تلاش کرتا تھا، ہر پتھر اپنے اسم کے ساتھ گرتا تھا اور اپنے مسمّٰی کو لگتا تھا۔ جیسے ابابیلوں نے ہاتھیوں پر کنکریاں برسا کر ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کردیا تھا۔(تفسیر ابن کثیر: (رشیدیہ)؛ ج ۳ ص ۵۴۹)

اسی لیے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنی زندگی کو خالقِ زندگی پر فدا کرکے، اللہ والی زندگی اختیار کرکے دونوں جہان میں سرخرو ہوجائیے۔ دونوں جہان میں سکونِ قلب کی ضمانت کے لیے میں حلف اٹھاتا ہوں قرآن پاک کے وعدوں پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وعدوں پر میں اس مسجد کے منبر سے بخدا کہتا ہوں کہ جس نے اللہ کو اپنا دل دیا، اللہ نے اس کو چین عطا فرمادیا اور جس نے غیر اللہ کو دل دیا تو یہ ظالم کیا جانے دل کو چین سے رکھنا، جو اپنا دل ہی چین سے نہیں رکھ سکتا وہ دوسروں کا دل چین سے کیا رکھ سکے گا؟

جلد اللہ والا بننے کا نسخہ

اپنے کو اس مخلوق کے سپرد مت کرو، ہمت سے کام لو لیکن ہمت سے کام کیسے لیں؟ ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ جلد دیندار بننے کا نسخہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم مٹی کے ہیں، مٹی کی چیز کی طرف مائل ہوجاتے ہیں، ہر جنس اپنی جنس کی طرف لپکتی ہے، کبوتر کبوتر کے ساتھ اُڑتا ہے، باز باز کے ساتھ۔

دیکھو! ہوائی جہاز سے سبق لو، ہوائی جہاز لوہا، پیتل، تانبے سے بنتا ہے، تو یہ آسمانی چیزیں ہیں یا زمینی؟ زمین کی چیزیں ہیں، اس لیے ایئرپورٹ کی زمین پر کھڑا رہتا ہے۔ لیکن جب اس کو اُڑنا ہوتا ہے اور زمین کو چھوڑنا ہوتا ہے تو زمین سے فضا میں اُڑنے کے لیے اس کو کئی ہزار گیلن ایندھن کے لگ جاتے ہیں، جب وہ تیز دوڑتا ہے اور اوپر کو اُٹھتا ہے تو ان چند منٹوں میں اس کے پٹرول کے کئی ہزار گیلن خرچ ہوجاتے ہیں۔ تو ہم مٹی کے ہیں، اگر ہم مٹی کے کھلونوں سے، مٹی کے کبابوں سے، مٹی کی بریانیوں سے، مٹی کے مکانوں سے، مٹی کی عورتوں سے، مٹی کی تمام چیزوں سے اپنی روح کو الگ کرکے اللہ کی طرف اُڑنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی کئی ہزار گیلن پٹرول اپنی روح اور دل کی ٹنکی میں ڈلوانا پڑے گا، اس پٹرول کا نام ہے اللہ تعالیٰ کی محبت، پھر ہم بھی جہاز کی طرح زمین سے ٹیک آف (Take Off) کرجائیں گے۔

لٰہذا جلد دیندار بننے کا نسخہ یہی ہے، اگر دس کروڑ کا بالکل نیا ہوائی جہاز خرید کر لائیے لیکن اس کے اندر پٹرول نہ ہو یا ہو تو تھوڑا ہو تو آپ بتائیے کہ وہ زمین سے ٹیک آف کرسکتا ہے؟ کراچی سے جدّہ جانے میں جتنا پٹرول خرچ ہوتا ہے اتنی ہی مقدار اس کو اوپر اُٹھانے میں خرچ ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد پھر وہ ہواؤں کے کندھے پر چلتا ہے۔ ہواؤں کے کندھوں پر کیا پیارا شعر یاد آیا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ؎

گفت پیغمبر کہ بر دستِ صبا
از یمن می آیدم بوئے خدا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ سفر فرما رہے ہیں کہ اچانک یمن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ:

((اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ))

(مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۱ ص ۴۰۹)؛ (التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف: ص ۴۷؛ ۱۹۰)

اے لوگو! سن لو، ہوا کے ہاتھوں پر یمن سے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشبو آ رہی ہے۔ یہ خوشبو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی خوشبو کو کوئی نہیں چھپا سکتا چاہے حاسدین لاکھ ان کا چراغ بجھانے کی کوشش کریں۔ میرا اپنا ایک شعر یاد آ گیا کہ اللہ والے اتنا مجاہدہ کرتے ہیں، اتنا زیادہ خونِ آرزو پیتے ہیں کہ ان کے دل میں دریائے خون بہتا ہے۔ وہ مخنث نہیں ہوتے، ان میں بھی حسن کی طرف میلان ہوتا ہے اور آپ سے زیادہ حسن کا ادراک ہوتا ہے کیونکہ وہ پاکیزہ طبیعت، لطیف مزاج کے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نام کے صدقے میں اللہ والے لطیف المزاج ہوتے ہیں تو ان کا ادراک بھی قوی ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی حسین پر نظر پڑی تو نظر کو ہٹایا اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اسے ایمان کہتے ہیں۔ یہ کیا ہے کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ صرف مسجدوں میں، روضۂ مبارک پر اور ملتزم پر تو ہے، وہاں تو اشک بار آنکھیں ہیں لیکن سڑکوں پر جب کوئی ڈسٹمپر لگا مٹی کا پتلا نظر آتا ہے تو اس وقت پیغمبر یاد نہیں آتا۔ نعت شریف پڑھنے والو! ڈسٹمپروں اور سڑنے والی لاشوں پر کیوں رسولِ خدا کو بھول جاتے ہو؟ مجھے یہی شکایت ہے، اپنے سے بھی یہی شکایت ہے، یہ نہ سمجھئے کہ میں کوئی مقدس شخصیت ہوں، ہم کو اپنے دست و بازو کی سستی سے شکایت ہے کہ ہم نفس پر مردانہ وار حملہ کیوں نہیں کرتے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کیسا عمدہ شعر ہے! ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی وار ایں در خیبر شکن

ارے نفس پر مردانہ حملہ کرو! اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح خیبر کا قلعہ فتح کرو۔ یہ نفس مردانہ حملہ ہی سے چت ہوگا، یہ نفس ہیجڑوں سے چت نہیں ہوگا، چوڑیاں

پہننے والوں سے نہیں چت ہوگا، اگر مگر لگانے والوں سے چت نہیں ہوگا، لہٰذا ہمت سے کام لینا چاہیے اور ہمت ملے گی اللہ والوں سے۔

گناہوں کے اسباب کے قریب بھی نہ رہو

اور گناہوں کے اسباب سے دوری اختیار کرو، عیناً بھی، قلباً بھی اور قالباً بھی۔ یعنی تمام حسینوں اور نامحرموں سے اپنی نظر کو بھی دور رکھو، دل بھی دور رکھو یعنی دل میں قصداً گندے خیالات نہ لاؤ اور جسم بھی ان کے قریب نہ رکھو۔ تو حسینوں سے یہ تین قسم کی دوری بتا رہا ہوں یعنی عیناً وقلباً وقالباً۔ حسینوں سے، گناہوں کے اڈّوں سے، گناہوں کے مراکز سے تین قسم کی دوری اختیار کریں۔ آنکھ سے ان کو دیکھو مت کیونکہ پھر آپ آنکھ کی روشنی کی وجہ سے ان سے قریب ہوگئے، اگرچہ دس گز دور سے دیکھ رہا ہے، اگر کوئی پچاس گز دور سے بدنظری کر رہا ہے، کسی حسین کو دیکھ رہا ہے تو وہ شعاعِ بصریہ کے لحاظ سے اس حسین سے قریب ہوگیا۔ اور اپنے قلب کو بھی ان حسینوں اور نامحرموں سے دور رکھو یعنی دل میں گندے خیالات قصداً نہ لاؤ، اور جسم کو بھی قریب نہ رکھو۔

اگر بدنظری کے گناہ کا یہ زہر قلب میں داخل ہوجائے گا تو ساری ہمتیں پست ہوجائیں گی، روحانیت کمزور ہوجائے گی اور جب آدمی زہر کھا لیتا ہے تو سوچ لو کہ پھر اس شخص کو صحبتِ شیخ بھی مفید نہیں رہتی، پھر گناہوں کا وہ زہر اس کو مارکیٹوں میں، سینما خانوں میں لے جائے گا، گناہوں کے اڈّوں میں لے جائے گا، وہ شخص شیطان کے اغوا میں آجائے گا۔ اور شیطان انہیں کو پھسلاتا ہے جو پہلے کوئی گناہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا﴾

(سورۃ اٰل عمران: آیۃ ۱۵۵)

شیطان تم کو جب پھسلاتا ہے، جب اغوا کرتا ہے کہ جب پہلے تم کوئی

گناہ کرتے ہو، جب تم مجھے ناراض کرتے ہو پھر میری رحمت کا سایہ تم سے ہٹ جاتا ہے، تم یتیم ہوجاتے ہو، اس لیے تم کو اغوا کیا جاتا ہے ورنہ تگڑا باپ موجود ہو اور اغوا کرنے والا کمزور ہو تو کیا بچہ اغوا ہوسکتا ہے؟ تو اگر بندہ کے اوپر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہو تو پھر اللہ سے بڑھ کر کس ظالم کی طاقت ہے جو اس کو اغوا کرسکے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ظالمو! پہلے تم کوئی گناہ کرتے ہو اس کے بعد میری حفاظت کا سایہ تم سے ہٹتا ہے، پھر شیطان تم کو گٹر میں لے جاتا ہے۔

خیر! تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو تمام گناہوں سے توبہ کرلو، اگر گناہ نہ چھوڑے تو موت کے وقت تو سب کچھ چھوڑنا ہی پڑے گا۔ بتاؤ! جس دن موت آئے گی اس دن سارے گناہ چھوڑنے پڑیں گے یا نہیں؟ لہٰذا یہ نہ سوچو کہ ابھی مرنے میں بہت دن ہیں بلکہ یہ سوچو کہ موت کسی وقت بھی آسکتی ہے ؎

نجانے بلا لے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

پھر ہمارے یہ سارے ارادے خاک میں مل جائیں گے، جب اچانک موت آئے گی تو سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے، پھر پٹائی اور عذاب اور ذلّت شروع ہوجائے گی۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنے حال پر جلد رحم کیجیے، جلد اللہ تعالیٰ سے رحم مانگیے، توفیقِ عمل مانگیے۔

اللہ والی محبت کی چار شرائط

اب خطبہ میں جو حدیث پاک پڑھی تھی اس کا ترجمہ سن لیجیے کہ وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ: اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی محبت دینا واجب کرلیتے ہیں جو دل سے کسی اللہ والے سے محبت کرے، بعض لوگ جسم تو اللہ والوں کے ساتھ رکھتے ہیں یا اللہ والوں کے غلاموں کے ساتھ مگر دل سے

ساتھ نہیں ہیں، منافقین والا عمل کرتے ہیں۔ منافقین صحابہ میں رہتے تھے، مسجد نبوی میں نماز ادا کرتے تھے مگر دل سے ساتھ نہیں تھے ، یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے جو دل سے اپنے نفس کے ساتھ ہیں، مجال نہیں کہ نفس کی کوئی خواہش چھوڑ دیں، یہ شخص بھی ایک قسم کا منافقِ عملی ہے، کیا حال ہوگا اس ظالم کا جب قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم کو ایسی نعمتیں دی تھیں کہ رات دن تمہارا ماحول ایسا تھا مگر ظالم تو نے وہاں بھی اپنی اصلاح کا حق ادا نہ کیا۔

تو یہ پہلا عمل ہے کہ دل سے کسی اللہ والے سے محبت کرو جس سے آپ کو مناسبت ہو، یہ یاد رکھنا میں یہ نہیں کہتا کہ سب مجھ ہی پر عاشق ہو جاؤ، یہ میرا جملہ یاد رکھنا جس کو جہاں مناسبت ہو لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر کسی خون سے گروپ نہ مل رہا ہو تو اس کے خون کو برا نہ کہو، آپ دوسرا خون تلاش کیجئے جو آپ کے لئے مناسب ہو، آپ کسی اور اللہ والے کو تلاش کرو۔

وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ: آپس میں مل کے بیٹھتے بھی ہیں، دل سے محبت تو ہے لیکن ایک اِس شہر میں ہے دوسرا اُس شہر میں ہے، ملاقات اور زیارت کے لئے کبھی آتا نہیں۔ دل کی محبت تو ہے مگر خالی دل کی محبت پر قناعت نہیں کرتے کبھی جسم کو بھی اس کے یہاں لے جاتے ہیں۔ دل کو لے جانے کا طریقہ یہ ہے کہ جسم کو خانقاہ میں لے جاؤ اور اس کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ کبھی اپنے مربی کے پاس چالیس دن رہ جاؤ۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مرغی کے پر میں انڈہ اکیس دن نہ رہے، دس گیارہ دن کے بعد انڈوں کو بھگا دیا یا مرغی کو ہشکار دیا، جس سے مرغی مارے ڈر کے بھاگ گئی ، بتاؤ بھئی ! اس انڈے میں بچہ پیدا ہوگا ؟ نہیں۔ اکیس دن کا تسلسل چاہیے، اس لئے کم از کم چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لو، اس طرح کہ خانقاہ کے باہر بھی نہ جاؤ، پان کھانے بھی نہ جاؤ، ان شاء اللہ تعالیٰ ساری زندگی کے لئے کافی ہے، پھر کبھی کبھی کا آنا جانا بھی

کافی ہو جاتا ہے۔افسوس یہی ہے کہ آج کل اس پر عمل خال خال رہ گیا، کہتے ہیں کہ مصروفیت بہت ہے، کراچی کی مصروف زندگی میں یہ کہاں ممکن ہے؟ ارے میاں جس چیز کی فکر ہوتی ہے اس کے لئے چالیس دن نکل آتے ہیں۔ ابھی کسی کو کینسر ہو جائے یا ٹی بی ہو جائے، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، پھر اگر ڈاکٹر کہہ دے کہ جاؤ مری پہاڑی پر تو جاؤ گے یا نہیں جاؤ گے؟

وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ: کبھی کبھی زیارت کرنا، ایسا نہیں کہ بس خانقاہ میں جو بیٹھے تو گھر بار کی فکر ہی نہیں۔ چلّہ مستثنیٰ ہے لیکن ہمیشہ کے لئے بیٹھ جاؤ یہ ٹھیک نہیں، بیوی بچوں کا حق، کاروبار کا حق، تجارت کا حق، ماں باپ کا حق، سب کا حق ادا کرے۔

اور آخری نمبر ہے **وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ:** ایک دوسرے پر کچھ خرچ بھی کرتے ہیں چاہے کوئی غریب ہی ہو، کیا غریب آدمی ایک روپیہ نہیں خرچ کر سکتا؟ ایک بزرگ ایک بزرگ کے پاس گئے تو جنگل سے لکڑی کاٹ کر لے گئے اور جا کر رونے لگے کہ حضرت میرے پاس کچھ نہیں ہے، میں غریب ہوں مگر آپ کے لئے جنگل سے لکڑی کاٹ کر لایا ہوں۔ وہ سچے اللہ والے تھے، انہوں نے اپنے خادم سے کہا اس لکڑی کو حفاظت سے رکھ لو، جب میں مر جاؤں تو اسی لکڑی سے پانی گرم کر کے مجھ کو نہلا دینا، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص کی برکت سے مجھے بخش دے گا۔ الحمد للہ! میں جب پڑھتا تھا تو اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میں نے نیم کی مسواک بھی پیش کی ہے، طالب علمی میں کہاں پیسہ ہوتا ہے، کبھی دو چار آنے کی الائچی خرید کر ہدیہ کی، کبھی میں نے استنجاء کرنے کے لئے مٹی کے ڈھیلے ہدیہ پیش کئے ہیں کہ اے میرے شیخ! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، یہ کلوخ لایا ہوں آپ کے لئے، حضرت اس کو بھی مسکرا کر قبول فرماتے تھے۔

ایک جعلی پیر کا واقعہ

اس کے برعکس ایک جعلی پیر تھا وہ اپنے مرید کے یہاں آیا تو واپس جاتا ہی نہیں تھا، روزانہ مرغی کھلانا پڑتی تھی۔ جب ساری مرغیاں ختم ہوگئیں تو اس نے کہا کہ یہ بکری جو تمہاری ہے اس کو بھی ذبح کر کے مجھے کھلاؤ۔ اب اس کی بد دعا سے ڈر کر کے کہیں بد دعا نہ دے دے، یہ جاہل لوگ بد دعا سے بہت ڈرتے ہیں، تو وہ بکری بھی کاٹ دی جس کے دودھ سے بچوں کی پرورش کرتا تھا تو بچے سوکھنے لگے۔ محلہ والوں نے پوچھا کہ بچے کیوں سوکھ رہے ہیں؟ کہا کہ ایک ظالم پیر آیا ہوا ہے وہ بکری بھی کھا گیا جس کے دودھ سے بچے پل رہے تھے۔ آخر میں ایک دن مرید بہت رویا اور اپنے پیر سے کہا اب آپ کبھی نہیں آئیں گے، جعلی پیر نے کہا کہ کیوں نہیں آؤں گا، ضرور آؤں گا کیوں بدگمانی کرتا ہے؟ ایسی بدگمانی حرام ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں اب آپ کبھی نہیں آئیں گے اور پھر دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ پیر نے کہا یہ کیسے معلوم ہوا، بتا تو سہی؟ کہا کہ جب آپ جائیں گے نہیں تو آئیں گے کیسے؟

سچا پیر مل جانا اللہ کا بہت بڑا فضل ہے

یہی کہتا ہوں کہ جس کو سچا پیر مل جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ عبدالغنی ہم نے تجھے حکیم الامت مجدد الملت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا پیر دیا تھا، تو نے اس کا کیا شکر ادا کیا؟ تو یہی کہوں گا کہ اے اللہ! اس نعمت کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکا اور حضرت یہ کہہ کر رونے لگتے تھے۔ کسی کو سچا پیر مل جائے تو یہ عظیم الشان نعمت ہے۔ مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم نے میری خانقاہ میں یہ بات بتائی تھی کہ جب کوئی داخلِ سلسلہ ہوتا ہے پورا عالمِ برزخ ہل جاتا ہے، سارے اولیاء اللہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بیعت تو ہوتا ہے

ایک سے مسلکِ شیخ کا شیخ، پھر اس کا شیخ، اس کا شیخ سب بزرگوں کی دعائیں ملنا شروع ہوجاتی ہیں، اس طرح ہزاروں بزرگوں کی دعائیں مل جاتی ہیں۔

جامع صغیر کی روایت ہے کہ ہر جمعہ کو ہمارے اعمال انبیاء کرام علیہم السلام اور ہمارے ماں باپ کو، ہمارے دادا دادی اور دیگر رشتہ داروں کو اور ہر پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں:

((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ عَلَى اللهِ تَعَالٰى وَتُعْرَضُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ وَعَلَى الْاٰبَآءِ وَالْاُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوْهُهُمْ بَيَاضًا وَّاِشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللهَ وَلَا تُؤْذُوْا مَوْتَاكُمْ))

(الفتح الكبير في الجامع الصغير: ج ۲ ص ۲۸؛ رقم الحديث ۵۳۸۶)

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں روحانی باپ دادا بھی شامل ہیں۔ تو مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم نے مجھ سے میری خانقاہ کراچی میں فرمایا کہ جو کسی اللہ والے سے مرید ہوتا ہے اگرچہ کنڈم ہو، تھرڈ کلاس کا ڈبہ ہو جس کی سیٹیں پھٹی ہوتی ہیں اور اسکرو ڈھیلے ہوتے ہیں مگر چونکہ یہ انجن سے جڑا ہوا ہے لہٰذا جہاں انجن فرسٹ کلاس کے ڈبوں کو لے کر پہنچے گا تو یہ ٹوٹے پھوٹے تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی وہیں پہنچ جائیں گے۔

روزِ قیامت سورج کی گرمی کا حال

اور پھر یہ اللہ والی محبت قیامت کے دن عرش کا سایہ بھی دلائے گی۔ کیسے؟ بخاری شریف کی روایت ہے جس میں ان سات قسم کے لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جنہیں روزِ قیامت عرش کا سایہ ملے گا ان میں یہ دو لوگ بھی ہوں گے جو آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھتے ہوں گے، اس مشکل وقت میں اگر اللہ کا سایہ مل جائے تو پھر اور کیا چاہیے؟ جس دن کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا، قیامت کے دن سورج کو اتنا قریب کر دیا جائے گا کہ کھوپڑی ایسے پکے گی جیسے ہنڈیا کھولتی ہے:

((تَدْنُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى قَدْرِ مِيْلٍ وَّيُزَادُ فِيْ حَرِّهَا كَذَا وَ كَذَا يَغْلِيْ مِنْهُ الْهَوَامُّ كَمَا تَغْلِي الْقُدُوْرُ عَلَى الْاَثَافِيْ يَعْرَقُوْنَ مِنْهَا عَلٰى قَدْرِ خَطَايَاهُمْ مِنْهُمْ مَّنْ يَّبْلُغُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّبْلُغُ اِلٰى سَاقَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّبْلُغُ اِلٰى وَسَطِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يُّلْجِمُهُ الْعَرَقُ۔ رواہ احمد و الطبرانی))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)؛ ج ۱۴ ص ۱۵۹؛ رقم الحدیث ۳۸۹۶۰)

اور ہر شخص اپنے گناہوں کے اعتبار سے کوئی گھٹنے تک پسینے میں ہوگا، کوئی کمر تک پسینہ میں ہوگا، کوئی ناخن تک اور کوئی گردن تک پسینہ میں ہوگا لہٰذا یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمادیں۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے یہ اس کی نجات کی دلیل اور اس کی مغفرت کی علامت ہوگی کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں بلائیں گے تو کیا پھر اس کو دوزخ میں ڈالیں گے؟ یہ سات اعمال خوب غور سے سنئے اور اپنے خاندان میں احباب میں دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کیجئے۔ آپ کو عرش کا سایہ مل جائے اور بیوی کو نہ ملے، ابا کو نہ ملے۔ اس لئے اپنے بھائیوں اپنے خاندان والوں کے لئے بھی کوشش کرنی چاہیے لیکن اگر آپ غور سے نہیں سنیں گے تو آپ تقسیم کیا کریں گے؟ آگے مال تو جب پہنچتا ہے جب انسان غور سے سنے۔ اور غور سے سننے والوں اور آگے بڑھانے والوں کے لئے ایک بشارت بھی ہے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب العلم؛ ص ۳۴)

سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ! آپ ان بندوں کو ہرا بھرا رکھئے جو میری بات کو غور سے سنتے ہیں، پھر اس کو یاد کر لیتے ہیں اور اس کو امانت کی طرح ہمیشہ حفاظت بھی کرتے ہیں،

وقتی یاد نہیں کرتے، اور پھر اسے آگے پہنچاتے ہیں، یہ نبی کی دعا سنا رہا ہوں، ایسی دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت میں کسی کو نہیں دی۔ اس لئے خوب غور سے سنیں، اس کو امانت کی طرح محفوظ رکھیں اور آگے بھی بڑھائیں۔ ہم سب کو اس کی ضرورت ہے کہ قیامت کے گاڑھے وقت میں عرش کا سایہ نصیب ہو جائے۔

عرش کا سایہ پانے والے سات خوش نصیب

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَآءً حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۹۱)

اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ: پہلا وہ آدمی جو اپنی رعایا میں عدل وانصاف کرتا ہو، محدثین لکھتے ہیں اس میں تمام وہ لوگ شامل ہیں جو اپنے ماتحتوں میں انصاف کرتے ہیں۔ ہر انسان اپنے گھر کا بڑا ہوتا ہے، یہ بشارت صرف بادشاہوں کے لئے نہیں ہے۔

نمبر دو: شَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وہ جوان جو اپنی جوانی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا دے، جوانی میں بھی اللہ کو نہ بھولے۔ پہلے نمبر میں بادشاہت کا نشہ تھا کہ سلطنت کا نشہ ہوتے ہوئے عدل کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور یہاں جوانی کا نشہ ہوتے ہوئے ساری جوانی اللہ پر فدا کر دے شَابٌّ اَفْنٰى نَشَاطَهٗ وَشَبَابَهٗ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ، یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں جو علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔ جو جوان اپنی جوانی کو، جوانی کے

نشہ کو، جوانی کی امنگوں اور جوانی کی خواہشات کو اللہ تعالیٰ پر قربان کرتا ہے یعنی اللہ کی مرضی پر چلتا ہے اپنے نفس کی مرضی پر نہیں چلتا، ایسے جوان کو بھی عرش کا سایہ ملے گا، مبارک ہے وہ جوان جس کی جوانی اللہ تعالیٰ پر فدا ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور جتنے جوان بچے ہیں ان کی جوانی کو اپنے لئے قبول فرمالے۔ آمین۔

نمبر ۳: رَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ: وہ مسلمان جو بازار میں رہے مگر اس کا دل مسجد میں لگا رہے، وہ مسلمان جو بزنس کرتا ہے، جو مارکیٹوں میں ہے، دفتروں میں ہے، سبزی منڈی میں ہے لیکن دل مسجد میں لگا ہوا ہے کہ جلدی سے اذان ہو، کب چھوٹوں یہاں سے اور اللہ کے گھر میں جاؤں اور اللہ کو یاد کروں۔ خانۂ خدا سے محبت دلیل ہے کہ صاحب خانہ سے محبت ہے۔ گھر سے محبت ہونا گھر والے سے محبت ہونے کی دلیل ہے ؎

اَمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیْلٰی
اُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارِ وَ ذَاالْجِدَارَا

مجنوں کہتا ہے میں لیلیٰ کے گھر کے چکر لگاتا ہوں، اس کے درو دیوار کو چومتا ہوں، کیوں؟ ؎

وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

مجھے گھر کی محبت نے پاگل نہیں کیا ہے لیکن اس گھر میں جو رہتا ہے اس کی محبت سے میں مجبور ہوں۔ تو دوستو! مسجد کس کا گھر ہے؟ اللہ کا گھر ہے تو جس کو اس مسجد سے محبت ہوگی وہ اللہ کی محبت کی وجہ سے ہوگی۔

نمبر ۴: رَجُلَانِ تَحَآبَّا فِی اللہِ: وہ دو مسلمان جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ کے لئے ملتے ہیں اور اللہ کے لئے الگ ہوتے ہیں یعنی خانقاہوں میں آتے ہیں لیکن اگر اماں بیمار ہے تو تھوڑی دیر کے بعد

اجازت لے کر چلے بھی جاتے ہیں، ان کا ملنا اور الگ ہونا اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ ایک شرط اس میں یہ بھی ہے کہ اس محبت پر قائم بھی رہے، ذرا ذرا سی بات میں کینہ، رنجش، بدگمانی نہ آنے پائے، اسی محبت پر موت بھی آجائے۔ اس محبت کو شیطان کبھی بدگمانی پیدا کر کے ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے، جہاں سے پانی ملتا ہے شیطان چاہتا ہے اس چشمہ سے بدگمانی ڈال دو۔ یاد رکھو جب اللہ والوں سے بدگمانی ہو تو روتے روتے سجدہ گاہ کو تر کر دو اور اللہ سے پناہ مانگو کیونکہ شیخ کا فیض پھر آپ کو نہیں ملے گا۔ ایک عورت اپنے بچہ کا استنجاء کرا رہی تھی، عورتیں چھوٹے بچہ کا پاخانہ ہاتھ سے دھوتی ہیں، تھوڑا سا پاخانہ اس کی انگلی پر لگا رہ گیا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ چاند نظر آ گیا، وہ بھی جلدی سے چاند دیکھنے لگی اور عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب بات کرتی ہیں تو انگلی کو ناک پر رکھ لیتی ہیں تو دوسری عورت سے اس نے کہا کہ بہن اس دفعہ تو عید کا چاند بہت ہی سڑا ہو نکلا ہے، اس میں سخت بدبو ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چاند میں بدبو نہیں تھی، یہ تیری انگلی کی بدبو تھی جس پر بچہ کا پاخانہ لگا رہ گیا تھا۔ ایسے ہی جو بدگمانی کرتے ہیں یہ ان کے دل کی بدبو ہوتی ہے ورنہ شیخ کا فیض وہی ہوتا ہے۔ تو اللہ والی محبت پر بھی عرش کا سایہ ملے گا اور اللہ والی محبت کی چار شرائط ابھی بیان کر چکا ہوں۔

نمبر ۵: **وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ**: کسی شخص کو کسی حسین و جمیل اور عالی خاندان کی عورت نے گناہ کی دعوت دی، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر جمعدارن اور بھنگن انہیں بلائے تو شرم معلوم ہوتی ہے لیکن سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ عالی خاندان، صاحبِ جمال اور خوبصورت عورت نے اشارہ کیا، گناہ کی دعوت دی تو اس نے کیا کہا **اِنِّیْ اَخَافُ اللہَ** میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ آہ! اللہ ہم سب کو ایسا ایمان عطا فرمائے۔

ایک نوجوان کے تقویٰ کا عجیب واقعہ

ایک نوجوان کو جو کپڑا بیچتا تھا، ایک ایسی ہی عورت نے پھنسانے کی کوشش کی، نوجوان نے کہا مجھے پاخانہ لگا ہے، لیٹرین کدھر ہے؟ وہ پاخانہ کی طرف جا کر کود گیا۔ آج سے کئی سو برس پہلے کا قصہ ہے، اس وقت فلش سسٹم نہیں ہوتا تھا، بیت الخلاء کی دیوار کے پیچھے گڑھا ہوتا تھا جس میں پاخانہ جمع ہوتا رہتا تھا، پھر بھنگی سے دور پھنکوا دیا جاتا تھا۔ جب دیوار کے دوسری طرف کودا تو چھ فٹ پاخانہ میں سر سے پیر تک غرق ہو گیا، پھر جا کر دریا میں نہا کر نکلا تو سارے جسم کو اللہ تعالیٰ نے خوشبودار کر دیا۔ جب کپڑا بیچنے گیا تو ایک ولی اللہ راستہ میں ملے، انہوں نے کہا بھئی یہاں آؤ اور سر سے پیر تک سونگھا، خوشبو ہی خوشبو۔ پوچھا اتنی خوشبو کہاں سے پاتے ہو؟ اس نے کہا یہ خوشبو میرا راز ہے اس کو نہیں بتاؤں گا۔ کہا راز تو تیرا ہے لیکن مجھ سے بتانا پڑے گا، کہا اچھا سنئے۔ میں اللہ کے نام پر زنا کے گناہ سے بچنے کے لئے پاخانہ میں کود پڑا تھا، سارا بدن پاخانہ میں لت پت ہو گیا تھا تو جب میں دریا سے نہا کر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس پاخانہ کے بدلہ میں عطر کی خوشبو میرے جسم میں قدرتی ڈال دی کہ آج مجھے عطر لگانا نہیں پڑتا، بغیر عطر لگائے میرا جسم خوشبودار رہتا ہے۔ ارے اللہ پر مر کے تو دیکھو ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

حسنِ فانی پر اگر تو جائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

اگر کوئی سانپ خوبصورت ہو، مسکرا رہا ہو، اللہ اسے بولنے کے لئے آواز بھی

دے دے اور آپ سے اردو میں کہے دیکھو میرے ہونٹ کیسے ہیں؟ اور کیسے میرے نقش ونگار ہیں؟ اگر آپ کہیں تو جو آپ پڑھا کرتے ہیں کہ آؤ تم کو گلے سے لگالیں، تو کیا اس کو گلے سے لگنے کی اجازت دو گے؟ دیکھ لو، سانپ جان لیتا ہے اور حسین ایمان لیتا ہے، کس سے زیادہ ڈرنا چاہیے؟

جہانگیر کو اپنی ملکہ نور جہاں سے جو شیعہ تھی، بہت محبت تھی اور کمبخت میں ادائیں بھی عجیب تھیں۔ اس کے ہاتھوں میں دو کبوتر تھے۔ ایک اسکے ہاتھ سے اُڑ گیا تو جہانگیر نے پوچھا وہ دوسرا کبوتر کیسے اُڑ گیا؟ تو اس نے دوسرے ہاتھ والا کبوتر بھی اُڑا دیا اور کہا ایسے اُڑ گیا، اسی ادا پر اس نے شادی کر لی۔ اتنا عاشق ہو گیا کہ اگر نور جہاں سامنے نہ ہوتی تو فرامین شاہی نہیں لکھ سکتا تھا، جب تک وہ سامنے بیٹھی رہتی تو اس کا دربار چلتا تھا، اتنا اس کی جدائی سے پریشان ہو جاتا تھا۔ ایک دن نور جہاں نے کہا کہ جب میرے بغیر آپ کا دماغ صحیح نہیں رہتا، تو آپ میرا مذہب اختیار کر لیجیے، میں شیعہ ہوں آپ بھی شیعہ بن جایئے، عاشق کو چاہیے کہ معشوق کا مذہب اختیار کرے تو جہانگیر نے کہا تھا۔

جاناں بہ تو جاں دادم نہ کہ ایماں دادم

اے نور جہاں، اے محبوب تجھ پر میں نے جان تو دی ہے، ایمان نہیں دیا ہے، دیکھو بادشاہوں کا یہ حال تھا۔ تو جان دے دو ایمان نہیں دو، جان دینے کے کیا معنی ہیں؟ کہ اللہ کو ناراض نہ کرو۔ حلال بیوی کی بھی ایسی محبت جائز نہیں ہے کہ مسجد کی جماعت چھوٹ جائے یا دین کے تمام کام معطل ہو جائیں، مریدین کہتے ہوں حضرت! آیئے کچھ دین کی نصیحت فرمایئے اور حضرت بیوی کے پاس بیٹھے ہیں۔ تو یہ پانچواں نمبر کیسا ہے؟ آسان ہے یا مشکل؟ دیکھو ایک صاحب کہہ رہے ہیں کہ آسان ہے، ہاں بھئی جس پر اللہ کی محبت چھا جائے تو اس کے لئے تو آسان ہی ہے، کچھ غلط بھی نہیں کہا۔

حضرت والا دامت برکاتہم کا توکل اور اس پر انعامِ الٰہی

نمبر ۶: رَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَآءً: وہ شخص جو اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرے، مسجد میں، مدرسہ میں، طلبہ کے اخراجات میں، کوئی بھی نیک کام کرے تو اگر دائیں ہاتھ سے صدقہ دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو لَا تَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ اتنا چھپائے اپنے نام کو۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب یہ پانچ منزلہ عمارت ہمارے مدرسہ کی بن رہی تھی تو ایک صاحب نے گیارہ لاکھ روپیہ دیا اور کہا میرا نام نہ آئے، میں نے کہا رسید تو لے لو، کہا کہ بس قیامت کے دن رسید چاہیے، ہمیں یہ چار انچی تین انچی کی رسید نہیں چاہیے، ہمیں میدانِ محشر میں رسید چاہیے۔ اس کی اس بات سے میرا دل دہل گیا، اللہ تعالیٰ اس کا قبول فرمائے لیکن آج تک اس کا نام کوئی نہیں جانتا، میرے قریب سے قریب کے دوست بھی نہیں جانتے، حتیٰ کہ میر صاحب بھی نہیں جانتے جو رات دن خانقاہ میں رہتے ہیں کیونکہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا نام ظاہر نہ ہو تو میرے لئے جائز نہیں کہ میں ان کا نام ظاہر کردوں، اس کو کہتے ہیں اخلاص۔

برعکس اس کے ایک خاتون کا کاروبار دبئی میں ہے، وہ کراچی آئی اور اس نے ہمارے دوست سے کہا کہ تمام پانچوں منزل ہم بنوائیں گے مگر میرے شوہر کے والد کا نام سنگِ مرمر کی تختی پر لکھ دیا جائے۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ سامنے ایک پتھر پر لکھ کر لگا دیا ہے:

''مسجد اشرف بیادگار حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ''

اب ہم یہاں سب کے باپوں کا نام لکھ دیں تو کتنے پتھر جمع ہو جائیں گے؟ اور پھر اگر تمہیں اللہ کے یہاں اجر چاہیے تو تم نام کیوں چاہتے ہو؟ اس خاتون نے پھر ایک پیسہ نہیں دیا حالانکہ ۱۵ لاکھ کا وعدہ کیا تھا اگر میں اس کے شوہر کے والد کا نام لکھ دیتا کہ تعمیر کردہ فلاں صاحب، فلاں حاجی صاحب نے بنوایا لیکن

اس نام کے نہ لکھوانے سے میرا پندرہ لاکھ کا بظاہر نقصان ہوا لیکن میرے اللہ نے ایسی جگہ سے عطا فرمایا جس نے اپنے نام ونشان کو مٹا کر پیسہ دیا، اللہ تعالیٰ کی رضا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو ملے گی۔ یہ چھٹا نمبر ہے کہ اللہ کے راستہ میں جب خرچ کرو تو نام ونمود مت کرو، اِدھر اُدھر ظاہر بھی مت کرو بلکہ مہتمم سے بھی کہہ دو کہ میرا نام کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

سایۂ عرش کا سب سے آسان نسخہ: تنہائی میں اللہ کی یاد میں رونا

نمبر ۷: اب ایک عمل رہ گیا، یہ بہت عجیب عمل ہے، بڑا سستا ہے، کوئی روپے پیسے کا خرچہ نہیں ہے، نہ اس میں کوئی عورت بلانے والی رہے گی اور دل بھی کہیں مسجد میں مشغول کرنے کی شرط نہیں۔ وہ کیا ہے؟ کوئی اللہ کا بندہ مسلمان تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے رو پڑے۔ رَجُلٌ ذَکَرَاللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ۔ اللہ کو تنہائی میں یاد کرے، وہاں کوئی بھی نہ ہو اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں کہ اے میرے اللہ آپ کب ملیں گے؟ کہاں ملیں گے اور کیسے ملیں گے؟ ایک شاعر بزرگ، جوانی میں آسمان کی طرف دیکھ کر کہہ رہے تھے، جس کو اللہ اپنی تڑپ دیتا ہے تو بالغ ہوتے ہی بلکہ بعض تو بالغ ہونے سے پہلے ہی ولی اللہ ہو گئے۔ جنگل میں خدا سے کہہ رہا ہے ؎

اپنے ملنے کا پتا کوئی نشاں
تو بتا دے مجھ کو اے ربِّ جہاں

جو اللہ پر فدا ہوتے ہیں تو اللہ کے نام کے صدقہ میں نہ جانے کتنے ان کی حیات سے حیات پا گئے ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

جن بندوں کے دل اندر اندر خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں، ان کی صحبتوں میں

بیٹھنے والوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ آباد کر دیتا ہے۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فرمایا تھا۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اے میرے شیخ! آپ نے یہ کیا انقلاب کر دیا کہ میں مسٹر سے آج مولویوں کا پیر بن گیا۔

تنہائی میں رونے میں بتاؤ کے ڈی اے کا بل آئے گا؟ کوئی خرچہ ہے اس میں؟ محدثین نے لکھا ہے کہ تین آنسو نکل جائیں تو عربی زبان میں کثرت تین سے ہوتی ہے لیکن ایک بھی نکل جائے تو بڑی نعمت ہے اور اگر کسی کے ایک بھی نہ آئے تو اس کے لئے بھی مایوسی نہیں، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنسو نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالو:

((اِبۡکُوۡا فَاِنۡ لَّمۡ تَبۡکُوۡا فَتَبَاکَوۡا))

(سنن ابن ماجه: (قديمی)، باب الحزن والبكاء، ص ۳۰۹)

یہ بھی صحاح کی حدیث ہے اور راوی بھی جلیل القدر صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

مناقب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رشتہ میں ماموں لگتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے لائے کوئی میرے ماموں جیسا ماموں۔ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذَا خَالِیۡ فَلۡیُرِنِیۡ امۡرُؤٌ خَالَهٗ (وَ كَانَ سَعۡدٌ مِّنۡ بَنِیۡ زُهۡرَةَ وَ كَانَتۡ اُمُّ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اٰمِنَةَ مِنۡ بَنِیۡ زُهۡرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ هٰذَا خَالِیۡ)۔ اپنے دستِ مبارک سے انہیں آپ نے تیر عطا فرمایا اور فرمایا اے سعد تیر چلا: اَللّٰهُمَّ سَدِّدۡ سَهۡمَهٗ وَ اَجِبۡ دَعۡوَتَهٗ. قَالَ نَثَلَ لِیۡ رَسُوۡلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كِنَانَتَهٗ يَوۡمَ اُحُدٍ وَّ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ قَدۡ

اَحْرَقَ الْمُسْلِمِیْنَ تیرے نشانہ کو خدا ہمیشہ درست رکھے اور تیری دعا کو اللہ ہمیشہ قبول فرمائے۔ایک مشرک کافر تھا جو مسلمانوں کو بہت ستاتا تھا، انہوں نے اس کافر کا نشانہ لے کر تیر چلایا تو فَسَقَطَ وَ انْکَشَفَتْ عَوْرَتُہٗ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ حَتّٰی رَاَیْتُ نَوَاجِذَہٗ۔تیر اس کافر کو ایسا لگا کہ وہ پہاڑ سے گرا اور ننگا ہو گیا، یہ منظر دیکھ کر مارے خوشی کے آپ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کی داڑھیں کھل گئیں، ایک روایت میں ہے کہ احد کے گاڑھے روز جس دن ستّر صحابہ شہید ہوئے تھے، آپ نے ایک ہزار تیر چلائے تھے (مرقاۃ: (رشیدیہ)؛ باب مناقب عشرۃ المبشرۃ؛ ج ۱۱ ص ۲۷۸)۔جنگ احد میں حضور ﷺ نے اپنے سارے تیر، تیر کا پورا تھیلا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے پھیلا دئے اور فرمایا اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ اے سعد تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے زندگی میں کسی صحابی کے لئے حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے ایسا جملہ نہیں سنا کہ نبی سید الانبیاء ہو کر کسی صحابی پر اپنے ماں باپ کو فدا کر رہے ہوں، یہ سعد بن ابی وقاص کی قسمت تھی، یہ ان کا نصیبہ تھا۔یہ لوگ بازی لے گئے، اپنی قسمت بنا گئے۔آج ہم معمولی سا جہاد، اپنے نفس کی خوشی پر تلوار نہیں چلا سکتے تو گردن پر کیا تلوار کھائیں گے؟ اپنے نفس کی بری بری خواہشوں پر تلوار نہ چلانے والو! ہم سے کیا امیدیں رکھی جائیں؟ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے، اور نفس کی گندی گندی اور حرام خواہشوں پر تلوار چلانے کی اللہ ہمیں توفیق دے تاکہ ہم یہ کہہ سکیں، یہ میرا شعر ہے ؎

ترے حکم کی تیغ سے میں ہوں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

تو یہ سات عمل بیان کر دئے۔بس اب دعا کیجئے! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا محبوب اپنا مقبول بنا لے، اور جتنی خطائیں ہیں اللہ تعالیٰ معاف کر دے، ہمیں ہماری

خطاؤں پر متنبہ فرما دے، اپنی ناراضگی کے اعمال پر تنبیہ بھی عطا کر دے کہ اس بات سے ہم خوش نہیں ہیں۔ بعض ظالم ایسے ہیں ان کو اپنی خطا کا احساس بھی نہیں ہوتا، دل میں آواز آنے لگے کہ اے میرے بندے! میں تیری اس بات سے یا تیرے اس قول یا فعل سے خوش نہیں ہوں۔ بخاری شریف کی دعا بھی ہے، جو اسے معمول بنالے گا تو اس کو نیک باتوں کا الہام بھی ہونے لگے گا۔ وہ کیا دعا ہے؟

((اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ))

(جامع الترمذی: (ایچ ایم سعید)، باب ماجاء فی جامع الدعوات، ج ۲ ص ۱۸۶)

اے خدا نیک اور اچھے اچھے ارادے، اپنی مرضی کے خیالات اور ارادوں کو میرے دل میں ڈال دے اور جب تو ارادے نیک ڈال دے تو میرا نفس کہیں آڑے نہ آجائے، اس خبیث اور اس بے غیرت نفس کے شر سے بھی مجھے بچا، کیونکہ بعض لوگ نفس کی شرارتوں کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی غلامی سے مغلوب رہتے ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ہرن کا شکار کرنا چاہتے ہیں مگر جنگلی سور اُن کو منہ میں دبوچ کر چبانا شروع کر دیتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ میں جنگلی سور کے منہ میں ہوں، بدنظری کر رہا ہوں اس وقت سور کے منہ میں ہوں، سب کچھ جانتے ہوئے ان کو آہ! ندامت کا بھی احساس نہیں ہوتا، شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب کا شعر ہے ؎

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے میری چشم تر نہیں

اہل اللہ ان کی زندگی کے ضائع ہونے پر کُڑھتے ہیں جن سے انہیں محبت ہوتی ہے کہ دل کے دورہ پڑ جانے کے اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ ظالم اپنے اوپر رحم نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرما دیں۔ یا اللہ! ہم لوگ، ہمارے گھر والے جس کو کوئی بیماری ہو سب کو اللہ تعالیٰ شفا دے، آرام سے راحت کے ساتھ عافیت کے ساتھ شفا عطا فرما دے، سارے مرض سے نجات دے دے،

روحانی بھی، جسمانی بھی اور یا اللہ! جن کو کوئی غم اور مصیبت ہو سب کا غم اور مصیبت راحت اور خوشیوں سے تبدیل فرمادے، جو مقروض ہیں اللہ تعالیٰ ان کا قرضہ ادا فرمادے، جن کی بیٹیوں کو رشتہ نہ مل رہا ہو ان کو نیک رشتہ عطا فرمادے، جن کی بیٹیاں مظلوم ہوں اللہ تعالیٰ ان کے دامادوں کو ان کی بیٹیوں پر رحمدل اور شفیق و مہربان کردے، جن کی بیویاں ستا رہی ہوں اللہ ان کو نیک بنادے کہ اپنے شوہروں کے ساتھ اکرام اور عزت کے ساتھ رہیں۔ ہمارے پورے ملک میں اے اللہ! امن اور عافیت نصیب فرمادے۔ چوری، ڈاکہ، قتل وخون اور اغوا غرض جتنے بھی جرم اس وقت ہو رہے ہیں سب کو دور فرما کر پورے ملک کو عافیت اور فلاح نصیب فرما۔ سارے عالم کے مسلمانوں کو عافیتِ دارین نصیب فرما، سارے عالم کے کافروں کو ایمان عطا فرما، اگر آپ کے علم میں وہ ایمان لانے والے نہ ہوں تو ان کو کمزور کردے اور مسلمان ملکوں کے خلاف ان کی سازشوں کو نامراد فرمادے اور اہلِ ایمان کو اہلِ تقویٰ بنادے، اہلِ مرض کو اہلِ صحت بنادے، اہلِ جہل کو اہلِ عمل بنادے، اہلِ تکبر کو اہلِ تواضع بنادے، اہلِ غفلت کو اہلِ ذکر بنادے اور اہلِ فسق و معصیت کو اہلِ تقویٰ بنادے اور دونوں جہان دے دے، اے مالکِ دو جہاں! ہمیں، ہمارے دوستوں کو، ہمارے گھر والوں کو دونوں جہان عطا فرمادے، آمین یارب العالمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ





اصل عشقِ رسول اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے اور آج اخبارات میں ہے کہ خوشی مناؤ۔ ہماری خوشی جب قبول ہوگی جب صحابہ کے طریقے پر ہوگی، ان کے طریقہ کے خلاف خوشی قبول نہیں ہوسکتی، یہ دیکھو کہ حضراتِ صحابہ نے کیسے خوشی منائی؟ ان سے اللہ راضی ہوگیا تو ان کے اعمال سے بھی راضی ہوگیا لہٰذا جیسے صحابہ کرام ایک ایک سنت پر جان دیتے تھے ہم بھی جان دینا سیکھیں۔ سب سے بڑا ربیع الاول یہ ہے کہ ہم گناہ چھوڑ دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو عملی طور پر اختیار کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رات دن درود شریف پڑھیں، یہ ہے اصلی چیز۔ اور بارہ ربیع الاول کو جلوس اور چراغاں کرنا اگر اچھی چیز ہوتی تو صحابہ ضرور کرتے کیونکہ وہ جان فدا کرنے والے تھے، پروانۂ شمعِ رسالت تھے، وہ اس پر ضرور عمل کرتے لیکن شریعت نے ان چیزوں کو منع کیا ہے کہ اسراف وفضول خرچی مت کرو، آگ جلانا اور جگہ جگہ چراغاں کرنا ہندوؤں اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ اصل ربیع الاول اُس کا ہے جو رات دن ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھتا ہے، سال میں ایک مہینہ کے لیے نہیں، ایک دن کے لیے نہیں، بارہ ربیع الاول کے لیے نہیں، جس کی ہر سانس بارہ ربیع الاول ہے، جو اللہ کے نبی کی سنت پر زندہ رہتا ہے، ہر سانس میں سوچتا ہے اور اہلِ علم سے پوچھتا ہے کہ خوشی کیسے مناؤں، شادی کیسے ہو؟ غمی کیسے ہو؟ تو اس کی ہر سانس بارہ ربیع الاول ہے۔ ایک ایک سنت کو سیکھئے اور اس پر عمل کیجیے، یہ ہے ربیع الاول، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی لیے تشریف لائے تھے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے تشریف نہیں لائے تھے کہ سال میں ایک دفعہ ہندوؤں کی دیوالی کی طرح مسجدوں میں چراغاں کرلو، جلوس اور ریلیاں نکال کر گانے بجانے کرو اور گھروں میں وی سی آر، سینما، ٹی وی چلاؤ۔ آہ! گانا بجانا گھر سے نہ نکلا اور دعویٰ ہے عشقِ رسول کا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں گانا بجانا مٹانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور آج سب کے گھر میں خوب گانے بجانے ہو رہے ہیں، ٹھیلے والا بھی گانا بجا رہا ہے، بتاؤ! اس امت کا کیا حال ہے؟ اور دعویٰ ہے عشقِ رسول کا، اگر تمہارا عشق سچا ہوتا تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے کیونکہ عاشق تو اپنے محبوب کا فرماں بردار ہوتا ہے۔ یہ کیسا عشق ہے کہ جماعت کی نمازیں چھوڑ رہے ہیں، مسجدیں خالی ہیں اور جلوس میں سب آدمی چلے جا رہے ہیں۔ (از مواعظ حسنہ نمبر ۷۳: آدابِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com